صحیح عقیدہ اور فرد کی اصلاح

The Right Dogma and the Betterment/ corrigibility of the Individual

ڈاکٹر سعدیہ گلزار*

حمنہ آصف**

Abstract:
Deen-e-Islam requires a man to be upon righteous faith for the success in this world and the hereafter. There are many people who believe in the oneness of Allah Almighty, but they perform such rituals that are not related to Deen-e-Islam. The main reasons of this weak faith are no connection with Quran and Sunnah, impact of Hinduism on society and also those worries and difficulties of life which make a person liable to falling prey to superstitious beliefs. For the immediate solution of these problems, they either prefer to go to fake spiritual guides and saints or go to the graveyards of real spiritual and pious men. In short, there are two main reasons of men's problems: one is sins and the other is any kind of trial from Allah Almighty. In this situation one should divert towards Allah Almighty and ask forgiveness from him. Infact, Allah Almighty is the only problem solver and the owner of pros and cons of man. A man with a right faith can pass his life in a positive and contended way, and make his next life better. The purpose of this research paper is to find the different reasons of weak faith of people and to highlight the importance of righteous faith. This research paper follows descriptive and narrative approach. Moreover, its findings have also been supported with a survey.

Key Words- Deen-e-Islam, Righteous Faith, Superstitious Beliefs, Worries and Difficulties

اصلاح فرد کے لیے صحیح عقیدہ کا ہونا ضروری ہے۔ عصر حاضر میں معاشرے کی اکثریت توحید باری تعالیٰ پر یقین رکھنے کے ساتھ مشرکانہ رسومات اور توہمات پر یقین رکھتے ہوئے ایسے امور سرانجام دیتے ہیں جن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہؒ شرک میں مبتلا دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ ایک وہ لوگ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کو بھلا دیا ہے۔ اپنے شرکاء کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے اور ان ہی سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مولا اور مدبر عالم ہے لیکن اس نے اپنے بعض بندوں کو تصرف عنایت فرمایا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت کو رد نہیں فرماتا۔ اس کی مثال وہ یوں بیان کرتے ہیں۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر ،ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

** بی ایس سکالر: لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

جیسے ایک شہنشاہ کے ماتحت ہر ایک صوبہ میں اس کی طرف سے ایک حاکم مقرر ہوتا ہے جس کو اندرون ملک ہر قسم کا تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ بادشاہ معظم بذات خود بعض اہم معاملات میں تصرف کرتا ہے۔ یہ ان بزرگوں کو عبد اور بندہ کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے بیٹے یا اللہ تعالیٰ کا محبوب کہتے ہیں۔ خود کو ان کا بندہ اور غلام ظاہر کرتے ہیں۔ اکثر یہود، نصاریٰ، مشرکین اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض منافقین بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ [1] اسلام میں شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے۔ یہ واحد گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ در گزر نہیں فرمائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰ لِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ [2]

بیشک اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو معاف نہیں کرئے گا اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔

دین اسلام میں عقیدہ صحیحہ کے بغیر ایک مسلمان کے اعمال بھی قابل قبول نہیں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [3]

اور جس کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا تو اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اپنی قوم کو توحید باری تعالیٰ کی دعوت دی اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو حکم دیا:

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [4]

اے قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

ایک مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ وہ تمام عبادات خالص اللہ تعالیٰ کے لیے سرانجام دے اور عبادات کے طریقے میں اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرئے۔ دین اسلام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں اضافہ یا کمی قابل رد ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد [5]

جو شخص کوئی ایسا کام کرئے جو ہمارے حکم کے خلاف ہو تو اس کا وہ عمل مردود ہے۔

دین میں ایجاد کی جانے والی ہر نئی بات کو بدعت کہا گیا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

وایاکم والامور المحدثات فان کل بدعة ضلالة[6]

دین میں ایجاد کی ہوئی باتوں سے بچو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی نئی بات ایجاد کرے اُس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔[7] دین اسلام میں کتاب اللہ اور سنۃ رسول پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کے متعلق فرمایا:((**فخذو ا به تهتدوا**[8])) ارشاد باری تعالی ہے:((**وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا**[9] ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔)) امام قرطبیؒ بیان فرماتے ہیں کہ حبل کے معنی رسی کے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عہد بھی ہو سکتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک حبل اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔[10] مفتی محمد شفیعؒ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کو یا دین کو رسی سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف اہل ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرتا ہے اور دوسری طرف تمام ایمان لانے والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے۔[11] سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے:

ما امرتكم به فخذوه، و ما نهيتكم عنه فا نتهوا[12]

جس کا تمھیں حکم دوں اُس کو تھام لو اور جس سے منع کروں اُس سے رُک جاؤ۔

دو بنیادی ماخذ قرآن حکیم اور سنت ہی انسان کی اصلاح اور فوز و فلاح کے ضامن ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں ایسی بدعات ایجاد ہو چکی ہیں جن کو اپنانے سے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو چکا ہے۔ ان میں سے چند کا درج ذیل میں جائزہ لیا گیا ہے۔

1۔ فوت شدہ کو حاجت روا سمجھنا:

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود حقیقی سمجھتے ہوئے اُن کی عبادت کرنا اور ان کو حاجت روا ماننا مشرکین کا طریقہ کار تھا۔ عصر حاضر میں افراد معاشرہ نے ہندوؤں کے تہذیبی اثر کی وجہ سے مشرکانہ رسومات کو دین کا حصہ بنا لیا ہے۔ اولیاء اور صلحاء کرام کی قبروں کو پختہ کروا کر ان پر نذر و نیاز دیتے ہیں، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں اور انہیں سجدہ گاہ بنا لیا گیا ہے۔ بعض افراد تو مزاروں پر مجاور بن کر بیٹھ جاتے ہیں۔ انہوں نے اس کو روزگار کمانے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔

لاہور میں چودہ سالہ تعلیم یافتہ افراد اور چودہ سال سے زائد تعلیم حاصل کرنے والے افراد سے ایک سروے کروایا گیا۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں میں گمراہی کا رواج اس سوچ سے پیدا ہوا کہ ولی اللہ اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ مزارت پر جانے والے چودہ سال سے زائد تعلیم حاصل کرنے والے 57 فیصد طلبہ ہیں جب کہ چودہ سالہ تعلیم یافتہ افراد 40 فیصد ہیں۔ سروے کے سوالات اور افراد کے جوابات مندرجہ ذیل جدول میں بیان کیے گئے ہیں۔

سوالات	**چودہ سال سے زائد تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ**	**چودہ سالہ تعلیم یافتہ افراد**
ولی اللہ اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں؟	38 فیصد متفق	24 فیصد متفق
اولیاء کرام اللہ تعالیٰ سے سفارش کرواسکتے ہیں؟	29 فیصد متفق	36 فیصد متفق
اولیاء کرام اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان وسیلہ کا ذریعہ ہیں؟	67 فیصد طلبہ متفق	48 فیصد متفق
اولیاء کرام کے مزاروں پر چادر چڑھانا جائز ہے؟	38 فیصد طلبہ متفق	16 فیصد متفق
ولی اللہ کی قبر پر چادر چڑھانے سے اجرو ثواب ملتا ہے؟	29 فیصد متفق	24 فیصد متفق
مزاروں پر چادر چڑھانے سے مشکلات دور ہوتی ہیں؟	10 فیصد متفق	نفی میں جواب دیا
غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا ناجائز ہے؟	100 فیصد متفق	100 فیصد متفق
مزارات پر نفل کی ادائیگی ناجائز ہے؟	98 فیصد متفق	100 فیصد متفق
مزارت پر سجدہ کرنا ناجائز ہے؟	100 فیصد متفق	96 فیصد متفق

مندرجہ بالا جدول سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ افراد بھی ضعیف العقیدہ کا شکار ہیں۔ لیکن دین اسلام میں عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ((اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ))[13]۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس ہی بات کا حکم دیا گیا تھا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ[14]

آپ فرما دیجئے کہ بیشک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

شریعت میں اس قسم کی زیارت قبور کی ممانعت ہے جس میں کوئی غیر شرعی پہلو پایا جائے مثلاً قبروں کی زیارت پر اس نیت سے جانا کہ صلحاء اور اولیاء کرام سے اپنی حاجت طلب کی جائے، اس کے وسیلہ سے دُعا کی قبولیت پر یقین رکھنا اور یہ یقین رکھنا کہ قبروں پر حاضری سے انسان کے مصائب اور مشکلات حل ہو جائیں گی جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں فرمایا ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۔ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۚ[15]

بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون ہے جو اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور کون تم کو زمین پر جانشین بناتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں مگر) بہت کم ہیں جو کہ غور کرتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ[16]

اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان معبودوں کو مت پکارو جو تجھے نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا تو یقیناً ظالموں سے ہوگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔

جو افراد مزار پرستی کے قائل ہیں اُن کا عقیدہ ہے کہ شریعت اسلامیہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیتی ہے۔ نفع و نقصان صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن صلحاء اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں اس لیے ان کے وسیلے سے مانگنا جائز ہے۔ افراد کا یہ عقیدہ آیات قرآنی کے بالکل برعکس ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۔اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۔[17]

اے نبی کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تم اپنا معبود گمان کر رکھا ہے انہیں پکارو۔ پس نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کرنے کے مالک ہیں، نہ بدلنے کے۔ جنہیں وہ لوگ پکارتے رہتے ہیں خود وہ اپنے رب کی طرف نیکی کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے اور وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب وہ ہے جس سے ہمیشہ ڈرا جاتا ہے۔

انسان کے مسائل اللہ تعالیٰ صرف کن کہہ کر حل کر فرما سکتے ہیں۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ[18]

اُس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا۔ ہے، ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے اور قبروں پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔[19] یہود و نصاریٰ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔

لعن الله اليهودوالنصارىٰ اتخذوا قبور انبيائهم مساجدا[20]

یہود اور نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جنھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجا کا ذکر کیا۔ جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا جس میں تصویریں لگی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ جب ان میں کوئی نیک مر جاتا

تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے۔ یہ لوگ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے بدتر ہوں گے۔[21] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبریں مت بناو، میری قبر کو عید گاہ مت بنانا، بلکہ مجھ پر درود بھیجو، تم کہیں بھی ہو مجھ تک تمہارا درود پہنچ جائے گا۔[22] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تینوں مسجدوں مسجد کعبہ، میری مسجد اور مسجد ایلیاء (بیت المقدس) کے علاوہ سفر نہ کرو۔[23]

ابن تیمیہؒ عبدالحلیم لکھتے ہیں کہ جس طرح عام قبروں کے بارے میں حکم ہے ویسا حکم ہی صالحین اور اولیاء کرام کی قبروں کے بارے میں ہے۔ وہاں پر برے افعال نہ کیے جائیں بس وہاں جا کر ان کے لیے دعا کی جائے۔[24]

افراد کے ضعیف العقیدہ ہونے کی اہم وجوہ دین سے دوری، ہندووانہ معاشرتی اثرات اور افراد کا مختلف قسم کے مصائب اور تکالیف کا شکار ہونا ہے۔ ان مصائب کے فوری حل کے لیے وہ نام نہاد پیروں، فقیروں کے پاس جاتے ہیں اور اولیاء اور صلحاء کرام کی قبروں پر جا کر دُعائیں اور منتیں مانگتے ہیں۔ حالانکہ انسان کے مصائب کی دو اہم وجوہ ہیں ایک اعمال سیئہ اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کا ہونا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ[25]

اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو۔

مصائب اور تکالیف میں خالق حقیقی کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ واحد ہستی ہے جو انسان کے نفع و نقصان کا مالک، مشکل کشاء اور داتا ہے۔ انسان کو مصائب و آلام سے نجات دلا سکتا ہے اور سیدھی راہ پر چلنے والے بندوں کو اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے۔ حق بندگی ادا کرنے والے شخص کے لیے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ وہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو

عبادت میں اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیں تو بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ پھر وہ ان کو عذاب نہ دے۔[26]

2۔ عرس:

صالحین اور اولیاء کرام کی وفات کا دن ہر سال ایک میلے کی صورت میں منایا جاتا ہے جس کو عرس کا نام دیا جاتا ہے۔ برسی کے نام پر میلہ میں دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔ ڈھول کے ساتھ دھمال ڈالتے ہیں۔ چندہ جمع کر کے مزار پر چادریں ڈالتے ہیں۔ منتوں کے لیے دیگیں چڑھاتے ہیں اور ان کو نذر و نیاز کے نام پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اولیاء اور صلحاء کرام توحید پر کاربند رہے اور انھوں نے توحید باری تعالیٰ کی تبلیغ کی۔ برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی اشاعت میں اولیاء کرام کا اہم کردار رہا جن میں حضرت علی ہجویریؒ کا نام سرفہرست ہے۔ لیکن لوگوں نے ان کے مزاروں کو شرک و بدعات کا گڑھ بنا لیا ہے۔ اولیاء کرام نے جو دین کا اصل پیغام پہنچایا تھا اس کو فراموش کر دیا ہے۔

اولیاء اور صلحاء کے عرس پر ان کی قبروں پر چراغ بھی روشن کیے جاتے ہیں۔ لاہور میں ایک سالانہ میلہ چراغاں بھی ہوتا ہے حالانکہ دین اسلام میں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور و المتخذين عليها المساجد و السرج[27]

اللہ کے رسول نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مسجد بنانے والوں اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

چراغاں کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مزار پر چراغ کرنے سے ان کی قبر روشن ہو گی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق قبر کی روشنی اور جنت میں داخل ہونے کے لیے ایک مومن کا صحیح عقیدہ ہی کام آئے گا۔ ایک مومن کے اعمال صالحہ ہی جہنم کی آگ سے نجات دلا سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا يُّدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ قَدۡ اَحۡسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزۡقًا[28]

اور جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ جنت کے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رزق خوب دیا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

حديث ابو ہريرة رضى الله عنه: ان اعرابيا اتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: دلنى على عمل اذا عملته دخلت الجنة ،قال((تعبد الله لا تشرك به شيئًا، و تقيم الصلاة المكتوبة، و تودى الزكاة المفروضة و تصوم رمضان)) قال:والذى نفسى بيده !لا ازيد على هذا۔ فلما ولى ،قال النبى صلى الله عليه وسلم ((من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا۔))[29]

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی (بدو) حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے انجام دینے سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نمازیں اور زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں ان احکام پر پورا پورا عمل کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ شخص واپس جانے کو مڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک مسلمان کی قبر کو اُس کے اعمال ہی روشن کر سکتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة: الا من صدقة جارية، اوعلم ينتفع به ، او ولد صالح يدعوله[30]

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ کا۔ دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔ تیسرا صالح بچہ جو اس کے لیے دُعا کرے گا۔

3۔ شفاعت الٰہی کے لیے صلحاء اور اولیاء کو پکارنا:

سفارش کا غیر منقول نظریہ جو عوام کی بڑی تعداد غلط فہمی کی بنا پر اختیار کرتی ہے کہ فلاں اور فلاں میری سفارش کرے گا جب کہ ان کے پاس اس کی کوئی سند موجود نہیں ہے۔ سفارش کی تین صورتوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ[31]

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی جان کسی جان کے کچھ کام نہ آئے گا، اور نہ اس سے بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ اس کو کسی کی سفارش کچھ فائدہ دے گی اور نہ ہی اس کی مدد کی جائے گی۔

معاشرے میں افراد کا یہ تصور ہے کہ قیامت کے روز اولیاء اور صلحاء کرام اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے سفارش کریں گے۔ لیکن جن لوگوں کو ان کی پکار کا ہی علم نہیں تو وہ کیسے ان کی سفارش کر سکتے ہیں؟ قرآن کی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کو پکارنے والے سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے افراد ہیں۔ نیز ان کے معبود ان کے پکارنے سے قیامت والے دن انکاری ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۔ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۔[32]

اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کے دعا قبول نہیں کریں گے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ اور جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔

قیامت والے دن جو بھی سفارش کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کی جائے گی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ[33]

نہیں کوئی سفارش کرنے والا اس کی اجازت کے بغیر وہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے۔ پس تم اس کی عبادت کرو۔ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

نیز جس کے لیے سفارش اللہ تعالیٰ پسند کرے گا اس کے لیے سفارش کی جائے گی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا[34]

اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔

قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں واضح طور پر مشرکانہ عقائد کی نفی کی گئی ہے۔دین اسلام کی صحیح سمجھ بوجھ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ سیدھے راستے سے بھٹک رہے ہیں۔ سرکش شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے مزین کر دیے ہیں جس کی وجہ سے وہ نام نہاد رسومات کو دین کا حصہ سمجھ کر اجر و ثواب کی نیت سے بجالانے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ یہ اعمال ان کے لیے اجر و ثواب میں اضافہ کی بجائے خسارے کا سامان ہیں جو اُن کو جنت سے دور لے کر جا رہے ہیں۔ لیکن انسان غفلت میں پڑا ہوا ہے۔قرآن حکیم میں انسان کو بار بار جھنجھوڑا گیا ہے۔۔بے شمار نعمتوں کا تذکرہ فرما کر انسان کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے تاکہ انسان معبود حقیقی کو پہچانے۔اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا حقیقی مشکل کشا سمجھتے ہوئے اُس کے ساتھ رابطے کو مضبوط کرے اور جب وہ اپنی رحمت سے نعمت سے نوازے تو مزاروں پر چادریں اور دیگیں چڑھانے کی بجائے مالک حقیقی کے نام پر صدقہ کرے اور شکر کرنے کا حقیقی حق ادا کرے۔ درحقیقت ایک مومن کو اعمال صالحہ کی طرف توجہ دینی چاہیے تاکہ قیامت والے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

جائز وسیلہ:

الوسیلہ کے معنی کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کے ہیں۔((**وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ**))[35] درحقیقت توسل الی اللہ، علم و عبادت اور مکارم شریعت کی بجا آوری سے طریق الٰہی کی محافظت کرنے کا نام ہے اور یہی معنی تقرب الی اللہ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے کو واصل کہا جاتا ہے۔[36]

سید مودودیؒ لکھتے ہیں کہ جو قوتیں اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے میں رکاوٹ ڈالتی ہوں اور خدا کا بندہ بن کر نہ رہنے دیں اور انسان کو غیر اللہ کا بندہ بننے پر مجبور کریں ان کے خلاف جدوجہد کرو تاکہ خدا کا مطیع اور باطنی سے لے کر ظاہر تک خالصتًہ اس کا بندہ بن جائے۔[37] مولانا امین احسن اصلاحی بیان کرتے ہیں کہ خدا کا

تقرب ڈھونڈنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور حدود کی مکمل پابندی ہے۔ کتاب اللہ اور شریعت کو مضبوطی سے تھامنا خدا کی تقرب کا واسطہ ہے۔ لیکن جو شخص خدا کے علاوہ دوسروں کا تقرب ڈھونڈے وہ بڑی غلط امیدوں اور بڑے غلط سہاروں پر جی رہا ہے۔[38]

شریعت میں اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ اور صفات باری تعالیٰ، اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا‌ ۖ وَذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِىۡۤ اَسۡمَآٮِٕهٖ‌ ؕ سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ[39]

اور اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے نام ہیں تو تم اللہ تعالیٰ کو انہیں ناموں سے پکارو، اور ان کو چھوڑ دو جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں۔ ان کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی۔

آیت قرآنی سے واضح ہوتا ہے کہ دعا کی قبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں سے پکارنا جائز ہے۔ البتہ غیر اللہ کو پکارنا بدترین گناہ ہے اور آخرت میں موجب سزا ہے۔ اسی طرح ایک مومن اپنے اعمال صالحہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ سکتا ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی اسرائیل کے تین افراد کا ذکر ملتا ہے جو پہاڑ کی کھو (غار) میں گئے جس کا منہ ایک پتھر کی وجہ سے بند ہو گیا۔ تینوں اشخاص نے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے نیک اعمال بیان کر کے ان کے وسیلہ سے دُعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور غار کے منہ سے پتھر ہٹ گیا اور تینوں باہر نکل آئے۔[40] اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس تکلیف سے نجات عطا فرمائی جو درحقیقت اپنے نیک بندوں کو نجات دیتا ہے۔ اسی طرح ایک مؤمن اپنے بھائی کے لیے دعا کرے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوتی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے اپنے والد سے درخواست فرمائی تو اس کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَـكُمۡ رَبِّىۡ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ[41]

عنقریب میں تمھارے لیے اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا۔ بے شک وہی بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ بھی گمراہی میں مبتلا ہے۔ عصر حاضر میں دین اسلام سے دوری کی وجہ سے افراد کا نام نہاد پیروں اور فقیروں کی طرف مشکل کشائی کے لیے رجحان بڑھ رہا ہے۔ لوگ مزاروں پر جا کر دُعائیں مانگتے ہیں، چادریں چڑھاتے ہیں، منتیں مانگتے ہیں اور چراغ جلاتے

ہیں۔ اولیاء اور صلحاء کرام جو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کا مقربین سمجھتے ہوئے ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرد کی اصلاح کے لیے ان کی عقیدہ کی درستگی ضروری ہے تاکہ وہ نام نہاد رسومات و بدعات سے آزاد ہو کر پختگی کے ساتھ قرآن و سنت کی تعلیمات پر کاربند ہو کر اپنی دنیا اور آخرت کی زندگی کو سنوار سکیں۔ افراد میں اس احساس کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے اور صرف اسی سے مدد مانگنی چاہیے۔ درحقیقت انسان کی دُعا کو سننے والی اور اس کا جواب دینے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے۔ عقیدہ کی اصلاح کے لیے حکومتی سطح پر بھی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ جو محفلات یا رسومات دین اسلام کا حصہ نہیں ہیں اُن پر سرکاری سطح پر پابندی عائد ہونی چاہیے۔ اساتذہ کو بھی اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانی چاہیں۔ دین اسلام کی حقیقی روح اور اصل تعلیمات سے طلبہ کو روشناس کروایا جائے۔ بدعات سے اجتناب کی تعلیم حکمت اور احسن طریقے سے دی جائے۔ افراد معاشرہ تک بھی صحیح دین پھیلانے کی کوشش کی جائے تاکہ مسلمان زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کے رنگ میں رنگ جائیں۔

حوالہ جات وحواشی

1 شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم، ابو الفیاض، حجۃ اللہ البالغہ، (بیروت (لبنان): دار المعرفۃ، ط۔ الثانیۃ، 2004ء)، ص143

2 سورۃ النسآء 4: 48

3 سورۃ المائدۃ5 :5

4 سورۃ الاعراف 6: 59

5 مسلم، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، ابو الحسین، الجامع الصحیح، کتاب الا قضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدث الامور، (الریاض: دار السلام، ط۔ الثانیة، 2000ء)، حدیث نمبر: 4493

6 ابن ماجه، محمد بن یزید، ابوعبدالله، السنن، کتاب السنة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین، (الریاض: دار السلام، ط۔ الاولی، 1999ء)، حدیث نمبر: 42

7 البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبدالله، الجامع اصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة، محدثا، رواہ علی عن النبی صلی الله علیه وسلم، باب اثم من آوی، رواہ علی عن النبی صلی الله علیه وسلم، (الریاض: دار السلام، ط۔ الثانیة، 1999ء)، حدیث نمبر: 7306

8 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة، ۔۔۔۔، حدیث نمبر: 7269

9 آل عمرٰن3: 103

10 القرطبی ،محمد بن احمد ، ابو عبداللہ ،الجامع لاحکام القرآن، (القاہرۃ: دارالحدیث ، 2002ء)، 517/2

11 محمد شفیع ، مفتی ، معارف القرآن،(کراچی:ادارۃ المعارف، 1999ء)، 130/2؛ تفہیم القرآن،(لاہور: اسلامک پبلی کیشنز،1999ء،ط۔ انتیسویں)، 276/1

12 ابن ماجہ، السنن، کتاب السنۃ، باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، حدیث نمبر 1

13 سورۃ الزمر39 :3

14 سورۃ الانعام 6: 162163

15 سورۃ النمل 27: 62

16 سورۃ یونس 10: 106107

17 سورۃ بنی اسرائیل 17: 5657

18 سورۃ یٰسین 36: 82

19 مسلم ، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز ، باب النہی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیہ ،حدیث نمبر 2250:

20 ایضاً، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ ، باب النہی عن بناء المسجد علی القبور ، حدیث نمبر : 1184

21 ایضاً، حدیث نمبر : 1181

22 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق، السجستانی، السنن،السنن، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور،(الریاض: دار السلام ، ط۔ الاولی، 1999ء)حدیث نمبر : 2042،

23 مسلم ، الجامع الصحیح، کتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثۃ، حدیث نمبر : 3386

24 ابن تیمیہ، عبد الحلیم، ،صراط مستقیم کے تقاضے ،(لاہور: دار السلام)، ص 89

25 سورۃ البقرۃ2: 155

26 البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب اللباس، باب ارداف الرجل خلف الرجل ، حدیث نمبر: 5967

27 ابو داؤد، السنن، کتاب الجنائز ، باب فی زیارۃ النساء القبور،حدیث نمبر: 3236

28 سورۃ الطلاق 65: 11

29 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، حدیث نمبر : 1397

30 مسلم ، الجامع الصیح، کتاب الو صیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ،حدیث نمبر: 4223

31 سورۃ البقرۃ2: 123

32 سورۃالاحقاف 46: 56

33 سورۃ یونس 10: 3

34 سورۃ طٰہٰ20: 109

35 سورۃ المائدۃ 5: 35

36 الراغب ، حسین بن محمد بن المفضل ، المفردات فی غریب القرآن ، (بیروت(لبنان): دار احیاء التراث العربی، ط ۔ الاؤلی ،2002ء) ،ص 547

37 سید مودودی، ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، 466467/1

38 اصلاحی ، ،امین احسن ،تدبر قرآن،(لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن ،ط ۔ دوم ،1976ء)،282/2

39 سورۃ الاعراف 7: 180

40 البخاری ، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الا نبیاء ، باب حدیث الغار ، حدیث نمبر :3465

41 سورۃ یوسف 12: 98